کتاب عمل

(از مقبول احمد حبیب اعظمی مہوری متعلم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

معزز ناظرین کرام! خدا وند قیوم اسوقت کسی قوم کے قصر عظمت کو اس کی بداعمالیوں کے پاداش میں منہدم کرتا ہے اور اسے منصب ممتاز و ارفع مقام سے ڈھکیل کر قعر مذلت کے عمیق ترین گڑھے میں گراتا ہے جب اس قوم کے افراد اصول مذہب کا جوہر چھوڑ دیتے ہیں اور بوجہ خمار غفلت اس بیش بہا نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں اسکا نتیجہ بدیہ مرتب ہوتا ہے کہ کچھ دنوں بعد اس کا نام و نشان صفحۂ دہر سے حرف غلط کی طرح بالکل ناپید اور نیست و نابود کر دیا جاتا ہے اور انکا شمار جماعت خائبین و خاسرین میں کیا جاتا ہے چنانچہ خداوند لایزال اپنے کلام معجز نظام میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ۔ یعنی جو شخص ہمارے ذکر (قرآن کے احکام) سے اعراض کریگا اس کی دنیاوی زندگی بھی تنگ ہوگی اور آخرت میں بھی وہ اندھا ہوگا)۔

اللہ اکبر عالم کو سبق انسانیت سکھا نیوالی شمع ہدایت دکھانیوالی اور دنیا کی سب سے زیادہ حساس اور غیور قوم ایسی بےحس ہو رہی ہے کہ اس کے پیارے مذہب اسلام کے مٹانے کی سعی پیہم کی جا رہی ہے اور وہ اس طرح خواب خرگوش میں پڑی ہوئی ہے کہ اپنے تئیں بالکل خبر ہی نہیں قوم مسلم وہ تھی کہ جس نے عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا صرف اسلام کی پابندی کی وجہ سے ایسے افراد پیدا ہوئے کہ جن کے نام سے سلاطین جہاں ہر وقت لرزاں اور ترساں رہتے تھے ان کے ہاتھ میں صرف اتباع احکام مذہب تھی جس کی بنا پر وہ شیر نر کی طرح تنہا اور صرف تنہا بےخوف و ہراس قیصر و کسریٰ کے دربار میں داخل ہوتے ہیں اور ایک زمانہ آتا ہے کہ یہی قوم ان کی بادشاہت و نظام سلطنت کو تہس نہس کر ڈالتی ہے اور اسلامی پرچم لہرانے لگتا ہے یہی وجہ تھی کہ عرصہ قلیل میں قوم مسلم چپہ چپہ میں نظر آنے لگی اور ہر جگہ اسلامی حکومت کا علم بلند ہوا مشرق سے مغرب تک تمام جگہ مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی۔ اندلس میں سات سو سال تک مسلمانوں کی سلطنت قائم رہی ہے۔

مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان کی اتنی ترقی کے باوجود تنزل پذیر ہونے کے اسباب کیا تھے وہ صرف یہی کہ پابندی مذہب کو انھوں نے ضروری اور لابدی نہ سمجھتے ہوئے پس پشت ڈالدیا یہانتک کہ اسلامی حکومت سے وہ کوسوں دور جا پڑے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج اندلس میں مسجدیں ویران ہو چکی ہیں ان کی صورت کھنڈرات کی حیثیت اختیار کر چکی ہے افسوس! صد افسوس کوئی ان کو آباد کرنیوالا نہیں زمانہ موجودہ کے مشاہدات بھی یہی ہیں کہ جب انھوں نے اپنے مذہب کی پابندی کو ترک کر دیا اور تمام قابل عمل قوانین و اصول مذہب کو لغو اور ہیچ قرار دیا۔ فوراً فنا کے مہیب گھاٹ اتار دئے گئے ورنہ کیا چیز تھی کہ کبھی تو وہ زمانہ تھا کہ قوم مسلم جس جانب رخ کرتی تھی اعدائے اسلام کے جگر پاش پاش ہو جاتے تھے اور صرف نام ہی سنکر اپنے سر کو خم کر دیا کرتے تھے چہ جائیکہ میدان حرب میں آنیکی تاب لا سکیں وجہ اس کی یہی تھی وہ جانتے تھے کہ وہ اپنے دین مقدس کے سامنے کسی چیز کی پروا نہیں کرتے۔ نوامیس الٰہیہ کے تحفظ کے سامنے آل و اولاد کی حقیقت متصور نہیں کرتے اگرچہ قوم رحمدل بھی ہے لیکن مذہبی امور میں لوہے سے

بھی زیادہ سخت ہے اس قوم کو تمام تکالیف و مصائب صبر شکن گوارہ ہیں لیکن مذہب کے خلاف ایک لفظ کا سننا گویا ان کے قلوب میں نشتر بھونکنا ہے۔ کیونکہ ان کے جان و مال درحقیقت خداوند قدوس ہی کے ہیں اور یہی انکا خیال رہتا ہے چنانچہ اس کی شہادت قرآن مجید دیتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے جان و مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔

چنانچہ اس سرفروشی کا نتیجہ ہمیشہ ہی رہا کہ قوم مسلم فاتح و غالب کی حیثیت سے میدان کارزار سے مراجعت کیا کرتی تھی ایک زمانہ آتا ہے کہ ساری دنیا میں اسلامی سکہ جما دیا جاتا ہے بام عروج پر پہنچکر اغیار کو سرنگوں کیا جاتا ہے۔ غرض انھوں نے اپنے اندر وہ طاقت پیدا کی جس کی بنا پر تمام مقاصد عالیہ میں کامیاب اور فائز المرام ہوئے کون سی چیز نہیں جس میں انھوں نے ترقی نہ کی ہو لیکن وہ کایا پلٹ ہوئی کہ ہماری قوم دن بدن تنزل اور رہائل بہ پستی ہوتی جاری ہے ان کی طبیعت کا رجحان اسی طرف ہے چنانچہ اسی طرح ہو رہا ہے کہ ہم دینی اور دنیوی امور میں پیچھے پڑے ہوئے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے احکام تو چھوڑا ہی تھا لیکن اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جو برائیاں اقوام دیگر کے اندر تھیں۔ انکو بھی انھوں نے قبول کر لیا۔ اور نہ صرف قبول کیا بلکہ ان پر اس سختی کے ساتھ عمل پیرا ہوئے کہ اپنی وہ تعلیم جس کو سرور دو عالم محمد صلعم آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل دیکر گئے تھے اس کو بالکل بحر نسیاں و فراموشی میں نہایت ہی بری طرح غرق اور برباد کر دیا۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا الیہ راجعون۔

آہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے اعلیٰ اور زرین اصول کو لیکر دوسری اقوام ترقی کے زینہ پر چڑھیں اور ہم ان کے گندے اور مہلک ترین قوانین کو اپنے لئے ضروری سمجھیں۔ چنانچہ ان کو معلوم ہوگا کہ قرآن پاک ہر مسلمان کے گھر میں تو ضرور موجود ہوگا۔ مگر کس غرض کیلئے! محض برکت و ثواب کیلئے وہ کتاب جو دنیا میں ہماری ہدایت اور رہنمائی کیلئے آئی تھی، وہ اچھے اچھے جزدانوں میں ملفوف ہو کر کسی طاق کی زینت، یا کسی الماری کی آرائش بنکر دھری ہے وہ کتاب جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے دونوں جہان کے فلاح و بہبودی کی باتیں لکھی تھیں محض تزئین طاق ہو کر رہ گئی۔

اکثر مسلم مرد عورت کو قرآن مجید کی تلاوت کا شوق ہے وہ تلاوت بھی کرتے ہیں مگر جو تلاوت کا حق ہے وہ ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کا تو ارشاد ہے مسلمانو! قرآن کے مضامین پر تم غور کیوں نہیں کرتے کیا تمہارے دلوں کو تالے لگے ہیں (سورہ محمدؐ) مسلمانو قرآن پر عمل کرو، اور اللہ پر بھروسہ رکھو لیکن ہم اپنے پروردگار کا حکم نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب پر عمل پیرا ہونے کیلئے بار بار تاکید فرمائے اور ہم ٹس سے مس نہ ہوں اور اس کے حکم کی پرواہ نہ کریں۔ اس نافرمانی کی سزا ہم خود بھگت رہے ہیں مگر ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں۔ ہم انھیں آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمسایہ قوم اپنے مذہب کی تجدید اور پرانی تہذیب کو زندہ کرنے میں ہمہ تن مصروف ہے لیکن ہم کو غیرت نہیں آتی۔

قرآن مجید بجز اس کے کہ یہ ایک علم و عمل کی کتاب ہے، اور ہے کیا چیز۔ اللہ تو خود فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے تاکہ اس سے لوگ نصیحت حاصل کریں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے برے کاموں کے کرنے سے روکا ہے اچھے اور نیک کام کرنیکے لئے ہدایت فرمائی ہے تاکہ ہم پرہیزگاری کی زندگی اختیار کریں۔

اگر ہم قرآن کی تعلیم پر عمل کریں تو پھر وہی اگلی سی شان پیدا ہو جائے، دنیا میں بھی کامیاب ہوں اور آخرت میں بھی سرفراز

ہو کر رہیں مگر حالت تو یہ ہے کہ ہم قرآن پڑھتے بھی ہیں تو طوطے کی طرح نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں نہ عمل کی

کیا یہ خدا جل جلالہ کے احکام کی پیروی ہے؟ جب ہم کچھ سمجھیں گے نہیں تو عمل کس چیز پر کریں گے۔ قرآن تو کتاب عمل ہے اس کے مضامین پر غور کرنا اور عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔ یہ کافی نہیں کہ ہم چند سورتیں رٹ لیں اور ورد کے طور پر اپنا سبق دہرالیں اگر ہم قرآن مجید پر عمل نہ کریں گے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ نے ہم کو جس کام کے کرنے کیلئے حکم دیا ہے ہم اس کی تعمیل تو کجا اپنے مالک حقیقی کے حکم کو جانتے اور سمجھنے کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر ہمارا کوئی نوکر ہمارے حکم کی پرواہ نہیں کرتا تو کیا ہم اس کی گستاخی اور لاپرواہی سے خوش رہیں گے، ہرگز نہیں۔ یہ اللہ کی نافرمانیوں کی سزا ہے کہ ہم دنیا میں ذلیل و خوار ہیں۔ یہ ذلت اور رسوائی تو دنیاوی سزا ہے اور آخرت میں جو گت بنے گی وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جس کے دربار میں جوابدہی کے لئے حاضر ہونا برحق ہے۔

پس مسلم بھائیو! اگر تمہیں عزت آبرو کے ساتھ زندگی کے دن گذارنے ہیں تو قرآن کریم اور سرکار مدینہ کی احادیث کو اپنا سچا رہبر اور رہنما بناؤ۔ اور اسی کی روشنی میں خواہ دنیوی امور ہوں یا اخروی سب کو اسی کے پیش نظر انجام دو۔ آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ حکومت کو سب کچھ منظور ہو سکتا ہے لیکن یہ نہیں کہ قرآن و حدیث کی تعلیم عام ہو اور اس پر مسلمان عمل پیرا ہوں۔ گو آپ کو یہ کہکر بھلادیا گیا ہے کہ ہم کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتے لیکن جو کچھ اندرونی طریقہ سے مذہب اسلام کے ساتھ کیا جارہا ہے محتاج بیان نہیں۔ پچاس برس پہلے سے ملا ازم کے نام سے ایک ایسی جماعت موجود ہے جو حاملان قرآن و حدیث کے اقتدار کو فنا کرنے کیلئے تیار ہے یہی وجہ ہے کہ سرکاری اسکول و مدارس کے نصاب تعلیم ایسے نہج پر بنائے گئے کہ کٹر سے کٹر مسلم تعلیم یافتہ شخص جب پڑھکر نکلتا ہے تو اس کا تیر سب سے پہلے علماء حق اور حاملان قرآن و حدیث کے سینہ میں پیوست ہوتا ہے۔ پس اے مسلمانوں کے ناخداؤ! اپنی باہمی منافقات اور تکفیر بازی کو چھوڑ دو اور متحد و متفق ہو کر قال اللہ اور قال الرسول کی سہانی اور پیاری آواز کو پھیلاؤ۔

ضروری اعلان

(۱) خط و کتابت کے وقت اپنا خریداری نمبر جو پتہ کی چٹ پر ہوتا ہے ضرور لکھا کریں۔

(۲) پتہ ہمیشہ صاف اور خوشخط لکھئے۔

(۳) رسالہ وی پی نہیں بھیجا جائے گا۔ چار آنے بذریعہ منی آرڈر بھیجا کریں

(۴) منی آڈر کی کوپن پر بھی اپنا پتہ ضرور لکھا کریں۔

(۵) رسالہ میں کسی قسم کا اشتہار وغیرہ چھاپنے کے لئے نہ بھیجئے۔

(۶) محدث میں شائع ہونے کیلئے فتوے بھی نہ بھیجے جائیں۔

(۷) جواب طلب باتوں کیلئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنے ضروری ہیں۔